

یعنی اے جواں بخت! تیرے چہرہ فرخ پر انوار برس رہے ہیں اور
ان کی برسات کے تاروں سے سہرا تیار ہو گیا۔

پہلے مصرع کی سستی بندش کے علاوہ میرزا غالب ہی کا مضمون لے
کر دوسری شکل میں باندھ دیا، البتہ پسینے کی جگہ انوار برساتے۔ گویا ایک
”وقوعی“ چیز کو ”غیر وقوعی“ بنا دیا۔

۲ تابشِ حسن سے مانندِ شعاعِ خورشید
رخ پر نور پہ ہے تیرے منور سہرا

کہنا یہ چاہتے ہیں کہ تیرے سر پر سہرا بندھا اور تیرے رخ پر نور کی
تابشِ حسن سے سہرے کی لڑیاں سورج کی کرنوں کی مانند منور ہو گئیں۔
شعر کی بندش میں جواں لہجہ ڈھلے، وہ تشریح کا محتاج نہیں۔

۷۔ شرح: سہرے کا قبا سے آگے بڑھ جانا خلاف ادب تھا، اس
لیے دامن کے برابر پہنچتے ہی وہ رک گیا۔

مطلب یہ کہ سہرا زیادہ لمبا نہیں رکھا جاسکتا تھا۔ دامن سے آگے
بڑھتا تو یہ امر بے ادبی کا باعث بنتا۔ شعر کی خوبی یہ ہے کہ میرزا نے
حقیقت پیش نظر رکھی۔ سہرے زیادہ لمبے بنائے جائیں تو انھیں سنبھالنا
مشکل ہو جائے۔ وہ خاص حد سے آگے نہیں بڑھائے جاتے۔ میرزا نے
اس سے ایک پہلو پیدا کر لیا ہے کہ آگے بڑھنا خلاف ادب تھا۔

۸۔ لغات۔ مقرر: لازم، ضروری۔

شرح: کہیں موتی یہ سمجھ کر فخر نہ کرنے لگیں کہ ہستی ہے تو صرف

ہماری ہے، کیونکہ ہمیں سے سہرا گوندھا گیا۔ لازم ہے کہ پھولوں کا بھی
ایک سہرا تیار کر لیا جائے تاکہ موتیوں کے لیے اترانے کی گنجائش نہ رہے۔
شہزادے کے لیے سہرا صرف موتیوں سے تیار کیا گیا تھا، پھولوں
کا سہرا تھا ہی نہیں، لہذا حقیقت کے پیش نظر میرزا نے یہ نہیں کہا کہ پھولوں